اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 39:

حرام آمدنی والے شخص کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنے کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

Find us on /Majlisulftawa

حرام کی بڑھتی ہوئی کثرت ایک افسوس ناک صورتحال:

ہر مسلمان سے شریعت کا یہ نہایت ہی اہم تقاضا ہے کہ وہ حرام کمائی اور حرام مال سے بالکلیہ اجتناب کرے، وہ خود بھی حرام مال استعمال نہ کرے اور کسی دوسرے شخص کے حرام مال سے دعوت اور ہدیہ بھی قبول نہ کرے، اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ البتہ موجودہ صورتحال میں ایک بڑا طبقہ ایسا ہے کہ ان کے نزدیک حرام وحلال کی تمیز کوئی اہمیت نہیں رکھتی، وہ مال کماتے ہوئے اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ حلال ہے یا حرام، حتی کہ دوسروں کو ہدیہ دیتے یا دعوت کھلاتے وقت بھی اس کی رعایت نہیں کرتے کہ خود تو حرام میں مبتلا ہیں ہی لیکن کم از کم دوسروں کو تو حرام نہ کھلائیں، خصوصًا خوفِ خدا اور فکرِ آخرت سے سرشار ہو کر حرام سے بچنے والے مسلمانوں کو تو حرام ہرگز نہ کھلایا جائے تاکہ ان کو دین پر عمل پیرا ہونے میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے، لیکن یہ لوگ عمومًا کسی کے مقام ومرتبہ کی رعایت نہیں کرتے، گویا کہ حرام مال کمانے، اسے اپنے استعمال میں لانے اور دوسروں کو کھلانے میں ایک اِبتلائے عام ہوتا جارہا ہے۔

حرام کے عمومی اِبتلا میں حرام سے بچنے والوں کی پریشانی:

اسی تناظر میں یہ مسئلہ بھی بکثرت سامنے آتا ہے کہ ایک آدمی جو حرام سے بچنا چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشش بھی کرتا ہے لیکن اس کے رشتہ دار، احباب یا دیگر متعلقین میں ایسے بھی متعدد لوگ ہوتے ہیں جو حرام کمائی سے دریغ نہیں کرتے حتی کہ دوسروں کی رعایت کیے بغیر حرام کھلا بھی دیتے ہیں، یہ یقینًا دین پر عمل پیرا ہونے والوں کے لیے اَلمناک مسئلہ ہے! ایسی صورتحال میں ایک مسلمان کو کیا کرنا چاہیے؟ اور اس معاملے میں شریعت کس قدر گنجائش دیتا ہے؟ یہ بہت ہی اہم سوالات ہیں۔ اس پریشان کن اور افسوس ناک صورتحال میں سہولت اور گنجائش پر مبنی شریعت کی چند تعلیمات ذکر کی جاتی ہیں تاکہ صحیح صورتحال بھی واضح ہو جائے اور غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں۔

کسی چیز کے حرام ہونے کا یقینی علم حاصل کیجیے:

ہم جس چیز اور جس مال کو حرام سمجھ رہے ہیں اس کے بارے میں ہمیں اس بات کا یقینی علم ہونا چاہیے کہ واقعتاً یہ شریعت میں حرام ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ہم نے ماہرین اہلِ علم سے اس کا شرعی حکم معلوم کرلیا ہو، آج المیہ یہ ہے کہ بعض لوگ لاعلمی کی وجہ سے کسی چیز کو حرام سمجھ رہے ہوتے ہیں جیسا کہ بہت سے لوگ ادھار اور قسطوں پر کاروبار کی صورت میں قیمت کے اضافے کو بہر صورت سود سمجھتے ہیں جو کہ لاعلمی ہے۔ جب یہ اصول ہم ذہن میں بٹھالیں تو ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ ایسی متعدد چیزیں جن کو ہم حرام سمجھتے رہے وہ حلال ثابت ہوں گی یا کم از کم ان میں گنجائش اور سہولت نکل آئے گی اور اس طرح ہم ان کی پریشانی سے نجات پالیں گے۔

محض شک یا وسوسے سے کسی چیز کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا:

جو چیز شریعت میں حلال ہے اس کو محض وسوسے یا شک کی بنیاد پر حرام قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لیے اس کو حلال ہی سمجھا جائے گا۔ اس سے ان حضرات کی غلطی معلوم ہوجاتی ہے جو کسی دوسرے کے مال کو بغیر کسی صحیح دلیل کے محض اپنے وہم اور شک کی بنیاد پر حرام یا مشکوک قرار دے دیتے ہیں اور اس سے بچنے کو تقویٰ سمجھتے ہیں، حالاں کہ یہ واضح غلطی ہے، اور اگر کسی کے مال سے متعلق شک ہو بھی رہا ہو تو یہ شک بھی کسی ٹھوس دلیل اور صحیح علم کی بنیاد پر ہونا چاہیے، جو شک بلا کسی صحیح دلیل کے ہو تو اس کو محض وسوسہ یا وہم کہا جاتا ہے، جس کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ ہی اس کی بنیاد پر کسی چیز سے بچنے کا نام تقویٰ کہلایا جاسکتا ہے۔ ایسے معاملے میں بھی یقین پر عمل کرتے ہوئے شک سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس اصول پر عمل کرنے سے بھی ایسی متعدد چیزیں جن کو ہم حرام سمجھتے رہے وہ حلال ثابت ہوں گی اور اس طرح ہم ان کی پریشانی سے بھی نجات پالیں گے۔

بے جا تحقیق اور کھود کرید میں نہ پڑیں:

شریعت نے حلال وحرام سے متعلق بلاوجہ اور بے جا تحقیق اور کھود کرید کرنے کا ہمیں مکلَّف نہیں بنایا کہ ہم دوسروں کے مال کے حرام وحلال سے متعلق تحقیق کرتے پھریں، اس لیے اگر کوئی مسلمان کھانے پینے کی کوئی

چیز پیش کرے تو اس موقع پر اس شخص کی کمائی کی تحقیق میں پڑنا شریعت کا مزاج نہیں، کیوں کہ اوّل تو اگر بندہ اس طرح کی بے جا تحقیق میں پڑ جائے تو زندگی گزارنا مشکل بلکہ اجیرن ہو جائے گی کیوں کہ دین دوری اور دین بیزاری کے اس دور میں حرام میں عمومی اِبتلا ہے کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ حرام معاشرے کی رگوں میں سرایت کر چکا ہے اور تحقیق کے نتیجے میں عین ممکن ہے کہ ہمارے لیے لقمہ لینا بھی مشکل ہو جائے!!

دوم یہ کہ بسا اوقات اس تحقیق و تفتیش سے نفرتیں، تنازعات اور رنجشیں جنم لیتی ہیں کیوں کہ کسی کے مال سے متعلق شک کرنا اور حلال و حرام کی تحقیق کرنا خصوصًا ان لوگوں کے لیے نہایت ہی تکلیف دہ بات ہے جو حرام سے بچنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس سے بہت ہی بُرا تاثر سامنے آتا ہے جیسا کہ واضح ہے۔

اس لیے جس چیز کا حرام ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے، اس کے علاوہ بے جا تحقیق میں نہیں پڑنا چاہیے۔

حدیث شریف سے ثبوت:

اس بارے میں ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جب تم میں سے کوئی کسی مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کو کھانا کھلائے تو اس کو چاہیے کہ کھا لیا کرے اور اس کے بارے میں اس سے تحقیق نہ کرے، اور اگر کچھ پلائے تو پی لیا کرے اور اس کے بارے میں تحقیق نہ کرے۔‘‘

مسند احمد میں ہے:

٩١٨٤- عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ الْمُسْلِمِ فَأَطْعَمَهُ طَعَامًا فَلْيَأْكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ، فَإِنْ سَقَاهُ شَرَابًا مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ».

فیض القدیر میں اس روایت کی واضح تشریح موجود ہے:

٥٨٤ - «إذا دخل أحدكم على أخيه المسلم» لزيارة أو غيرها «فأطعمه» من «طعامه فليأكل» منه ندبا، هكذا هو ثابت في الحديث وإن كان صائما نفلا؛ جبرا لخاطره «ولا يسأل عنه» أي عن الطعام من أي وجه اكتسبه ليقف على حقيقة حله؛ فإن ذلك غير مكلف به ما لم تقو الشبهة في طعامه، والمراد:

لا يسأل منه ولا من غيره، «وإن سقاه من شرابه فليشرب» منه أيضا «ولا يسأل عنه» كذلك؛ لأن السؤال عن ذلك يورث الضغائن ويوجب التباغض، والظاهر أن المسلم لا يطعمه ولا يسقيه إلا حلالا، فينبغي إحسان الظن وسلوك طريق النوادر فيتجنب عن إيذائه بسؤاله.

حرام آمدنی والے شخص کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنے کا حکم:

جس شخص کی آمدنی میں حرام بھی شامل ہو تو دو صورتوں میں اس کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنا جائز ہے:

- اکثر آمدنی حلال ہو اور یہ علم نہ ہو کہ یہ حرام مال سے کھلا رہا ہے یا حلال مال سے۔
- اکثر یا کل آمدنی حرام ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ یہ حلال مال سے کھلا رہا ہے۔

جبکہ دو صورتوں میں اس کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں:

- آدھی یا اکثر آمدنی حرام ہو اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کس مال سے کھلا رہا ہے۔
- اکثر یا کل آمدنی حلال ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ حرام مال سے کھلا رہا ہے۔ (امداد الاَحکام)

ایک اہم تنبیہ:

اس تمام تفصیل کے بعد یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اگر کسی شخص کے رشتہ دار، عزیز واقارب، احباب اور متعلقین میں سے کوئی حرام کمائی کے سنگین گناہ میں مبتلا ہو اور وہ ایسی دعوت کرے یا ہدیہ پیش کرے جس کو ماقبل کی تفصیل کے مطابق قبول کرنے کی گنجائش بھی ہو، لیکن جس کو دعوت دی جارہی ہے اس کو اپنے اثر ورسوخ، خصوصی تعلق یا کسی اور وجہ سے یہ امید ہو کہ اگر ان کی دعوت اور ہدیہ قبول نہ کیا جائے تو یہ حرام سے باز آسکتا ہے تو ایسی صورت میں ان کی دعوت اور ہدیہ قبول نہ کرنا ہی مناسب اور بہتر ہے تاکہ وہ حرام جیسے سنگین گناہ سے باز آجائے، خصوصًا مقتدیٰ حضرات کو اس حکمت سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔

اور یہ پہلو بھی قابلِ ذکر ہے کہ ایسے حرام آمدنی والے لوگوں کی جائز دعوت یا ہدیہ قبول کرنے سے بھی احتراز بہتر معلوم ہوتا ہے جو اس کو بنیاد بنا کر اپنے حرام پر مطمئن ہو جاتے ہوں یا وہ پوری ڈھٹائی سے حرام کمائی میں مگن ہوں، تاکہ یہ احتراز ان سمیت دیگر لوگوں کے لیے بھی باعثِ فکر اور عبرت ہو۔

- **فتاویٰ ہندیہ میں ہے:**

الْبَابُ الثَّانِي عَشَرَ فِي الْهَدَايَا وَالضِّيَافَاتِ: أَهْدَى إلَى رَجُلٍ شيئًا أو أَضَافَهُ: إنْ كان غَالِبُ مَالِهِ من الْحَلَالِ فَلَا بَأْسَ إلَّا أَنْ يَعْلَمَ بِأَنَّهُ حَرَامٌ، فَإِنْ كان الْغَالِبُ هو الْحَرَامَ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَقْبَلَ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلَ الطَّعَامَ إلَّا أَنْ يُخْبِرَهُ بِأَنَّهُ حَلَالٌ وَرِثْتُهُ أو اسْتَقْرَضْتُهُ من رَجُلٍ كَذَا في «الْيَنَابِيعِ»، وَلَا يَجُوزُ قَبُولُ هَدِيَّةِ أُمَرَاءِ الْجَوْرِ؛ لِأَنَّ الْغَالِبَ في مَالِهِمُ الْحُرْمَةُ، إلَّا إذَا عَلِمَ أَنَّ أَكْثَرَ مَالِهِ حَلَالٌ بِأَنْ كان صَاحِبَ تِجَارَةٍ أو زَرْعٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ؛ لِأَنَّ أَمْوَالَ الناس لَا تَخْلُو عن قَلِيلٍ حَرَامٍ، فَالْمُعْتَبَرُ الْغَالِبُ وَكَذَا أَكْلُ طَعَامِهِمْ، كَذَا في «الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ».....

لَا يُجِيبُ دَعْوَةَ الْفَاسِقِ الْمُعْلِنِ لِيَعْلَمَ أَنَّهُ غَيْرُ رَاضٍ بِفِسْقِهِ، وَكَذَا دَعْوَةُ من كان غَالِبُ مَالِهِ من حَرَامٍ ما لم يُخْبَرْ أَنَّهُ حَلَالٌ، وَبِالْعَكْسِ يُجِيبُ ما لم يَتَبَيَّنْ عِنْدَهُ أَنَّهُ حَرَامٌ كَذَا في «التُّمُرْتَاشِيِّ»، وفي «الرَّوْضَةِ»: يُجِيبُ دَعْوَةَ الْفَاسِقِ وَالْوَرَعُ أَنْ لَا يُجِيبَهُ وَدَعْوَةُ الذي أَخَذَ الْأَرْضَ مُزَارِعَةً أو يَدْفَعُهَا على هذا، كَذَا في «الْوَجِيزِ» لِلْكَرْدَرِيِّ. آكِلُ الرِّبَا وَكَاسِبُ الْحَرَامِ أَهْدَى إلَيْهِ أو أَضَافَهُ وَغَالِبُ مَالِهِ حَرَامٌ لَا يَقْبَلُ وَلَا يَأْكُلُ ما لم يُخْبِرْهُ أَنَّ ذلك الْمَالَ أَصْلُهُ حَلَالٌ وَرِثَهُ أو اسْتَقْرَضَهُ، وَإِنْ كان غَالِبُ مَالِهِ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِقَبُولِ هَدِيَّتِهِ وَالْأَكْلِ منها كَذَا في «الْمُلْتَقَطِ».

- **فتاویٰ ہندیہ میں ہے:**

وَأَمَّا نَصِيبُ الْأُكْرَةِ فَيَطِيبُ لهم وَيَطِيبُ لِمَنْ يَأْكُلُ من ذلك بِرِضَاهُمْ وَإِنْ كان لَا يَخْلُو ذلك عن نَوْعِ شُبْهَةٍ إلَّا أَنَّهُمْ قالوا: زَمَانُنَا زَمَانُ الشُّبُهَاتِ فَعَلَى الْمُسْلِمِ أَنْ يَتَّقِيَ الْحَرَامَ الْمُعَايَنَ.
(الْبَابُ الثَّلَاثُونَ في الْمُتَفَرِّقَاتِ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
25 صفر 1441ھ/25 اکتوبر 2019
03362579499

39

سلسلہ اصلاح اغلاط؛ عوام میں رائج غلطیوں کی اصلاح

حرام آمدنی والے شخص کی دعوت اور ہدیہ قبول کرنے کا حکم

مفتی مبین الرحمٰن صاحب مدظلہ

مجلس الفتاوی /Majlisulftawa